در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سیّد حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر | پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیرِ اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظمِ اعلیٰ
سیّد غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۱۶ — جلد نمبر ۱۸

۱۶ تا ۳۱ اکتوبر سنہ ۲۰۰۱ء — شعبان المعظم سنہ ۱۴۲۲ھ

مدیرِ اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	مدیرِ اعلیٰ	۲
۲	نعت نبی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	محبوب الٰہی عطاء	۴
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیرِ اعلیٰ	۵
۴	احکامِ رمضان المبارک	شاہ محمد عبدالعلیم الصدیقی	۶
۵	غزل	صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	۱۹
۶	السلام علیکم	بشکریہ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ"	۲۰
۷	استفتاء (غائبانہ نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت)	مفتی خلیل الرحمٰن قادری	۲۴
۸	تبصرۂ کتب (تسبیح کی شرعی حیثیت)	علاء الدین عدیم	۳۱

شذرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ مبارکہ
بسلسلہ عظمت وشانِ رمضانُ المبارک

مدیر اعلیٰ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان المعظم کی آخری تاریخ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے بنی نوع انسان! تم پر بڑی عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس ماہ مبارک کی ایک رات یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مقدس مہینے میں دن کا روزہ فرض کیا گیا ہے اور رات کو بارگاہ الٰہی میں قیام کرنا یعنی تراویح ادا کرنا سنت ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لئے سنت یا نفل ادا کرے گا تو اسے رمضان کے سوا دیگر ایام کے فرض کے برابر اجر ملے گا اور اس مہینے کے فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے دنوں کے ستر فرائض کے برابر دیا جائے گا۔

یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی وغمخواری کا مہینہ ہے۔

اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومنوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے رہائی وآزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس شخص کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا جبکہ روزہ دار کے ثواب میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہرایک روزہ افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو تھوڑے سے دودھ یا ایک گھونٹ پانی پر کسی کا روزہ افطار کروائے گا اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اسے میرے حوضِ کوثر سے ایسا سیراب فرمائے گا جس کے بعد اسے پیاس نہیں محسوس ہوگی یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے"۔

نیز حضور پاک ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

اس بابرکت مہینے میں جو آدمی اپنے غلام یا نوکر کے کام اور بوجھ میں کمی کرے گا تو اللہ جل جلالہ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی نصیب فرمائے گا۔

(رواہ البیہقی)

روزہ کیا چیز ہے؟

محترم مولانا محمد اسماعیل مرحوم

روزہ کیا چیز ہے بتائیں تمہیں حرص کی قید، نفس کی تہدید
تیس دن بھوک پیاس کو روکو یہ ریاضت ہے آدمی کو مفید

نعتِ نبی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محبوب الٰہی عطاؔء

آنکھیں ہیں اشک بار، طبیعت ملول ہے
طیبہ سے دور ہوں غم ہجر رسول ہے

جس نے لہو سے دین کے روشن کیے چراغ
وہ سبطِ مصطفیٰ ہے وہ ابنِ بتول ہے

اللہ کا ہے نور سراپا رسول کا
واعظ اگر نہ مانے تو واعظ کی بھول ہے

آنکھوں سے انبیاء بھی لگاتے ہیں شوق سے
واللہ کیا دیارِ محمد کی دھول ہے

جن کا ہر اک اصول ہے اللہ کا اصول
واللہ کیا اصول نبی کا اصول ہے

اللہ کی عطا ہے عطائے رسولِ پاک
خوش بخت ہے وہ جس پہ عطائے رسول ہے

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۲۶۱)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ایسی مثال ہے جیسے کہ ایک دانہ جو سات بالیں اگاتا ہے اور ہر ایک بال میں سو دانے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے دو چند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا جاننے والا ہے (۲۶۱)

حل لغت: حبۃ: دانہ، اس کی جمع حبوب ہے، اناج کے دانے کو کہتے ہیں۔ سنابل: خوشے، بالیں۔

تفسیر: اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ مسلمانوں کا ایک ایسا معاشرہ ترتیب دیتا ہے جس میں اخلاق حسنہ کی تمام خوبیاں موجود ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ازدواجی زندگی میں، گزری ہوئی آیتوں میں خوبصورت اور لطیف معاشرے کا ذکر فرمایا اور پھر اس کے بعد زندگی بعد الموت کو بحث الوجوہ ذکر فرمایا۔ اس جگہ بھی ان آیات بینات میں معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لئے نہایت ہی پاکیزہ طریقہ ارشاد فرماتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ تم خداوند بزرگ و برتر کی رضا کے لئے اس کے نام پر جو کچھ اپنے مال و دولت سے خرچ کرو گے یوں نہ سمجھو کہ وہ بے کار اور بے فائدہ ہوگا بلکہ اس کا اجر اور بدلہ اس سے دو چند بلکہ اس سے بھی زیادہ قیامت کے دن تمہیں عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ اللہ جل جلالہ بہت زیادہ کرم و بخشش کرنے والا ہے اور جو کچھ تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے اس کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے بلکہ سمجھایا کہ دیکھو اگر تم ایک دانہ زمین کے اندر گم کر دیتے ہو جب وہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو اس ایک دانے سے اللہ تعالیٰ سات سو دانے پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح جب خداوند بزرگ و برتر کے راستے میں تم اس عالم دنیا میں خرچ کرتے ہو جس سے ظاہری طور پر تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا مگر آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دو چند، سہ چند بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔ (جاری ہے)

احکامِ رمضانُ المبارک

از جامع شریعت و طریقت، واقفِ اسرارِ معرفت و حقیقت، فاضلِ علومِ مشرقیہ و مغربیہ، ماہرِ فنونِ عقلیہ و نقلیہ، فریدِ دہر، وحیدِ عصر
مبلغِ اسلام شاہ محمد عبد العلیم الصدیقی القادری

سارے موسم میں بہار کا موسم جب آتا ہے، پھول کھلتے ہیں، پھل نکلتے ہیں، رحمت کا پانی برستا ہے، برگ و شجر ہی نہیں، انسان حیوان سب میں تازہ جان آتی ہے۔ کمزور و بیمار بھی صحت و توانائی پاتے اور زندگی کا لطف اٹھاتے ہیں۔ مادی معلومات رکھنے والے، آلات و وسائل کام میں لاتے، حساب لگاتے، قیاس آرائی فرماتے اور اپنے تجربہ ماضی کی بناء پر اس موسم بہار کی خبریں سناتے اور ترانے گاتے ہیں۔

رحمت الٰہی بارش کی صورت میں جلوہ نما ہو، ظاہری آنکھیں اسے دیکھیں، روحانی برکتیں، روحانی رحمتیں، گناہوں کی مغفرت، عذاب سے نجات، جنت کی بشارت اور قلب و روح کو طمانیت بخشنے کی شکل میں جب نمودار ہو، روحانی آنکھیں ہی انہیں دیکھ سکتی اور معلوماتِ روحانی رکھنے والے ہی ان کے نزول کے اوقات جان سکتے ہیں۔ مرکز معلومات خالق کائنات کہ حقیقتاً وہ اور صرف وہی بالذات علیم و خبیر جل مجدہ (ہے)، اس نے جن کو بتایا، جن کو سکھایا ان کی شان میں فرمایا
علمک ما لم تکن تعلم (القرآن) یعنی آپ کو وہ سب کچھ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے۔
علمناہ من لدنا علما (القرآن) یعنی ان کو ہم نے اپنے پاس سے علم عطا فرمایا۔

وہ نبی و رسول کہلائے، انہوں نے اس رب سے سیکھا، اس کے بندوں کو سکھایا۔ روح الامین (سلام اللہ علیہ) عرش معظم سے آئے، وحی الٰہی لائے، قرآن عظیم میں رب کریم نے خود فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (القرآن) یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا

انا انزلنه فی لیلة القدر و ما ادراک ما لیلة القدر لیلة القدر خیرٌ من الف شهر تنزل الملئکة و الروح فیها باذن ربهم من کل امرٍ سلم هی حتی مطلع الفجر (القرآن)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا اور آپ کیا جانیں کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر (ہے) اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے، سلامتی ہے صبح کے طلوع ہونے تک۔

رسول معظم نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے تعلیم الٰہی سے جو سیکھا اسے ہم تک اس طرح پہنچایا کہ

اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة و غلقت ابواب جهنم و سلسلت الشیاطین (الحدیث بخاری و مسلم)

ترجمہ: جب رمضان شروع ہوتا ہے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں باندھا جاتا ہے۔

آخر شعبان میں حضور اکرم ﷺ نے خطبہ دیا کہ

یا ایها الناس قد اظلکم شهر عظیم شهر مبارک شهر فیه لیلة خیر من الف شهر جعل الله صیامه فریضة و قیام لیله تطوعاً من تقرب فیه بخصلة الخیر کان کمن ادی فریضةً فیما سواه و من ادی فریضةً فیه کان کمن ادی سبعین فریضةً فیما سواه و هو شهر الصبر و الصبر ثوابه الجنة و شهر المواساة و شهرٌ یزاد فیه رزق المؤمن من فطر فیه صائماً کان له مغفرةٌ لذنوبه و عتق رقبته من النار و کان له مثل اجره من غیر ان ینتقص من اجره شیءٌ قلنا یا رسول الله لیس کلنا نجد ما نفطر به الصائم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یعطی الله هذا الثواب من فطر صائما علی مذقة لبن او تمرة او شربة من ماءٍ و من اشبع صائماً سقه الله من حوضی شربة لا یظمأ حتی یدخل الجنة و هو شهرٌ اوله رحمة و اوسطه مغفرةٌ و اخره عتق من النار (مشکوٰة)

ترجمہ: اے انسانو! یقیناً تم پر ایک بڑا مہینہ سایہ افگن ہوا، یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے (دنوں) کے روزے اللہ نے فرض فرمائے اور اس کی راتوں کو نفل نمازوں کے لئے بنایا۔ جو اس میں کسی اچھی عادت کے ذریعہ اللہ سے نزدیکی چاہے وہ ایسا ہے جیسے رمضان کے ماسوا کسی مہینہ میں فرض ادا کئے اور جس نے اس مہینہ میں فرض ادا کئے وہ ایسے ہیں جیسے رمضان کے ماسوا کسی وقت میں ستر فرض ادا کئے۔ وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، وہ غمخواری کا مہینہ ہے اور وہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جس نے رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اسے جہنم سے آزادی دی جاتی ہے اور اسے بھی اس کے روزہ کا پورا ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے سب ایسے نہیں جن کے پاس ایسی چیز ہو جس سے روزہ دار کو افطار کرائیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے بھی دے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ لسی یا ایک کھجور یا گھونٹ پانی بھی دے اور جو شخص روزہ دار کا پیٹ بھرے اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا جس کے پینے کے بعد پیاسا نہ ہو، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے، یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے اور درمیانی زمانہ بخشش اور آخری زمانہ جہنم سے آزادی (ہے)۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ہر رات منادی غیب آوازیں دیتا ہے کہ "اے نیکی طلب کرنے والے! متوجہ ہو اور اے برائی کے چاہنے والے باز رہ"۔

اس مہینے کی پہلی رات سے رب عظیم اپنی مخلوق کی طرف خاص نظر رحمت فرماتا (ہے) اور وہ جب کسی بندہ کی طرف خاص نظر فرماتا ہے، اسے عذاب نہیں دیتا۔ اس مہینہ میں ہر روز دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرمایا جاتا ہے جب ۲۹ ویں تاریخ آتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد ہوئے ان کے مجموعے کے برابر ایک رات میں آزاد کئے جاتے ہیں۔

افطار کے وقت روزہ دار کی دعا کبھی رد نہیں کی جاتی اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار سمجھی جاتی ہے اور روزہ کو سپر اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ بنایا جاتا

ہے، سب نیک اعمال کا بدلہ معین مگر روزہ کے لئے اللہ (تعالیٰ) خود فرماتا ہے کہ

الصوم لی و انا اجزی بہ یعنی روزہ میرے لئے اور میں خود اس کا بدلہ ہوں۔

یا یوں کہیے کہ انا اجزی بہ یعنی اس کے بدلہ میں خود میں ملتا ہوں، اپنا جلوہ دکھاتا ہوں اپنے وصال سے شادکام بناتا ہوں۔

سبحٰن اللہ و بحمدہٖ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء و اللہ ذو الفضل العظیم

روزہ رکھنے کے عذر یا رخصت: سفر، حمل، بچے کو دودھ پلانا (رضاعت)، مرض، بڑھاپا، ہلاک ہونے کا خوف، ایسی زبردستی جس میں جان جانے کا ڈر ہو، عقل کا نقصان، جہاد۔

سفر: ہماری طرف کے چھتیس کوس یا انگریزی اڑتالیس میل گھر سے باہر جانا ہو تو یہ شرعی سفر کہلائے گا۔ اجازت ہے کہ جن دنوں میں ایسا سفر کرے روزہ نہ رکھے، چاہے سفر کسی تیز سواری، ہوائی جہاز، ریل یا موٹر کے ذریعہ چند ہی گھنٹوں میں کیوں نہ طے ہو جائے اور اگر رکھ لے تو ثواب ملے گا۔ دن میں سفر کیا تو دن کا روزہ افطار کرنے کے لئے آج سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر سفر شروع کرنے کے بعد توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا۔ اگر سفر کرنے سے پہلے توڑا یا سفر شروع کیا اور کسی ضرورت سے رستے ہی سے گھر واپس آیا اور گھر پر آ کر روزہ توڑا تو کفارا بھی واجب، ضحوہ کبریٰ سے پہلے گھر پہنچ لیا اور ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب کہ اب سفر نہ رہا۔

حمل: دودھ پلانے والی اور حمل والی کو اگر اپنی جان یا بچے کی جان کو نقصان پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، دودھ پلانے والی چاہے بچے کی ماں ہو یا تو کرانی۔

مریض: کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا کمزور، تندرست کو بیمار ہو جانے کا غالب گمان ہو تو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ غالب گمان کی تین شرطیں ہیں: پہلی اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہو، دوسری اس شخص کا ذاتی تجربہ ہو یا کسی مسلمان طبیب حاذق نے اس کو بتایا ہو۔ طبیب حاذق

کے لئے شرط ہے کہ وہ دیندار مسلمان ہو، فاسق و فاجر اور بدکار نہ ہو (اگر کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے روزہ توڑا تو کفارہ لازم آئے گا)۔

حیض یا نفاس والی عورت کو جب حیض و نفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا جب پاک جائے تب روزے رکھے۔ ان دنوں میں بھی چھپ کر کھائے پیے تو بہتر، اگر رات کو ایسے وقت پاک ہو کہ صبح ہونے میں اتنی دیر ہے کہ نہا کر تھوڑا سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور نہاتے ہی میں صبح صادق ہو گئی تو اس دن کا روزہ بھی نہیں۔

استحاضہ: روزہ سے بچنے کے لئے عذر نہیں مگر اسی شکل میں کہ وہ مہلک مرض کی صورت رکھتا ہو۔ سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں روزہ توڑ دے۔ ایسا بوڑھا کہ بڑھاپے کی کمزوری اور اگر گرمی کی شدت کے سبب روزہ نہ رکھ سکے لیکن جاڑوں میں یا کچھ قوت آنے کے بعد رکھ سکے گا تو اس کو اجازت ہے کہ اب روزہ نہ رکھے دوسرے کسی وقت جب رکھ سکے، رکھ لے۔ بیماری چوٹ لگنے یا کسی اور وجہ سے اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو ہلاکت کا خوف غالب ہے تو ایسی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ کوئی ظالم روزہ چھوڑنے یا توڑنے پر اس قدر مجبور کرے کہ اگر اس کا کہنا نہ مانے تو یقیناً وہ مار ڈالے گا یا ناقابل برداشت سخت تکلیف پہنچائے گا تو ایسی حالت میں بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اگر صبر کیا تو اجر ملے گا۔ بھوک اور پیاس کی شدت ایسی ہو کہ ہلاک ہو جانے کا خوف صحیح یا عقل میں فتور آ جانے کا اندیشہ قوی ہو تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

جہاد میں جانا اور دشمن کے مقابلے میں لڑنا، روزہ رکھے گا تو لڑ نہ سکے گا لہٰذا اجازت ہے روزہ نہ رکھے۔ جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا یا چھوڑا ان پر فرض ہے کہ جب موقع پائیں ان روزوں کی قضا کریں۔ چاہیے تو یہ کہ عذر جانے کے بعد دوسرا رمضان آنے سے پہلے پہلے قضا روزے رکھ لیں اور اگر نہ رکھ سکیں اور دوسرا رمضان آ گیا تو پہلے اس رمضان کے روزے رکھیں پھر قضا

اگر یہ لوگ اپنے اسی عذر میں مر گئے اور اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے مگر نہ رکھے تو مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ ان کے مال میں سے ان روزوں کا فدیہ (فدیہ کی مقدار وہی ہے جو ایک صدقہ فطر کی ہے) دے دیں۔ ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔

شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی حالت ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ طاقت آنے کی امید (ہے) اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دے۔ لیکن ایسے بوڑھے میں بھی اگر رمضان گزرنے کے بعد طاقت آگئی تو ان روزوں کی قضا بھی واجب۔ جس قدر فدیہ دیا ہے وہ سب صدقہ نفل ہو جائے گا۔ یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا روزانہ دیتا رہے یا آخر میں سب کا ملا کر دے دے۔

نیت کا بیان

روزہ رکھنے کی نیت، ارادہ اور اس کی ترکیب: نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہنا شرط نہیں لیکن زبان سے بھی کہہ لے تو مستحب (ہے) رات میں نیت کرے تو یوں کہے

نویت ان اصوم غداً للہ تعالیٰ من فرض رمضان ھذا

(یعنی میں نے نیت کی کہ خدائے تعالیٰ کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل کو رکھو)

اور دن میں نیت کرے تو یوں کہے

نویت ان اصوم ھذا الیوم للہ تعالیٰ فرض رمضان

(میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آج رمضان کا روزہ رکھوں گا)۔

دن میں نیت کرے تو یہ سمجھنا ضرور ہے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں صبح سے نہیں تو روزہ نہیں ہوا۔ رمضان کے ہر روزہ کے لئے نئی نیت کی

ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزوں کی نیت کر لی تو وہ نیت صرف اسی دن کے لئے ہے باقی دنوں کے لئے نہیں ہے۔ آفتاب کے خط نصف النہار شرعی پر پہنچنے یعنی ضحوۂ کبریٰ کے وقت تک روزے کی نیت کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ طلوع صبح صادق سے اس وقت تک کوئی کام ایسا نہ کیا ہو جس سے روزہ ٹوٹے اگر صبح صادق کے بعد سے اس وقت تک بھول کر بھی کچھ کھایا، پیا یا جماع کیا ہو تو اب نیت نہیں ہو سکتی۔ نماز پڑھتے میں ہی روزہ کا ارادہ اور نیت کی (دل ہی دل میں) تو بھی صحیح، روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک کوئی توڑنے والی بات نہ کرے، رات میں نیت کی اور نیت کے بعد صبح تک کھاتا پیتا رہا تو اس سے نیت میں خلل نہیں۔

سحری: سحری کھانا سنت ہے چاہے ایک لقمہ یا ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والے پر درود بھیجتے ہیں۔ سحری میں دیر کرنا بھی سنت ہے مگر نہ اتنی کہ صبح کی سپیدی ظاہر ہو جائے۔ مرغ سحر یا اندھے مؤذن کی اذان کا اعتبار نہیں۔

روزہ توڑنے والی چیزیں: کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو، حقہ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے ہی کے حکم میں داخل (ہے)۔ اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچا ہو نیز پان یا صرف تمباکو کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا اگرچہ پیک تھوک ہی دی ہو کیونکہ اس کے باریک اجزاء ضرور حلق کے اندر پہنچتے ہیں۔ شکر وغیرہ کوئی چیز جو منہ میں گھل جاتی ہے منہ میں رکھی اور تھوک نگل لیا (تو) روزہ جاتا رہا۔

دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی خواہ ایسی جو لعاب کے ساتھ اتر سکتی ہے یا بغیر تھوک اور لعاب کی مدد کے نیچے اتر سکتی ہے اگر کھائی تو روزہ جاتا رہا۔ دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا کم تھا اگر اس کا مزہ حلق محسوس کو ہو تو روزہ جاتا رہا اگر اتنا کم تھا کہ مزہ بھی حلق میں محسوس نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔

اگر کوئی گیلی چیز پاخانے کے مقام رکھی اور اس کی تری اندر محسوس ہوئی تو روزہ جاتا رہا اگر سوکھی

چیز اس طرح رکھی کہ اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو روزہ نہ گیا اسی طرح اگر عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا تو روزہ جاتا رہا بلکہ تر انگلی بھی اگر پاخانہ یا عورت کی پیشاب گاہ کے اندر گئی تو روزہ جاتا رہا۔ پاخانہ کا مقام باہر نکل آیا تو اچھی طرح کپڑے سے تری کو پونچھ کر اٹھے۔ اگر اس کے ذریعہ سے تری اندر چلی گئی تو روزہ جاتا رہا۔

پانی سے استنجا کرنے میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے کہ پانی کی تری اندر نہ رہ جائے، غیر روزہ حالت میں سانس روک کر استنجے میں مبالغہ کی ضرورت (ہے) مگر حالت روزہ میں اس مبالغہ سے بچنے کی حاجت (ہے)۔

عورت کا بوسہ لیا، چھوا یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہوا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا موٹا ہے کہ بدن کی گرمی تک محسوس نہ ہوئی تو روزہ فاسد نہ ہوا، اگرچہ انزال ہو جائے۔ قصداً منہ بھر کر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی (تو) روزہ نہ گیا۔ اگر بلا اختیار اپنے آپ قے ہوئی تو اگر منہ بھر ہوئی اور اس میں ایک قطرہ بھی لوٹ گیا یا قصداً لوٹایا، روزہ جاتا رہا اور اگر منہ بھر سے کم ہے اور لوٹ گئی یا لوٹائی گئی تو روزہ نہ گیا۔ قے کے یہ احکام اس وقت ہیں جب کہ اس میں غذائیت ہو اور اگر صرف صفرا یا خون یا بلغم آیا تو پھر مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔ مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو، دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہو اس میں دوا ڈالی، اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی تو روزہ جاتا رہا اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں تو دوا اگر تر تھی تو روزہ جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔ حقنہ یا نتھنوں میں دوائی چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا، تیل چلا گیا (تو) روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو روزہ نہ گیا۔ کلی کرتے وقت بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا، یا ناک میں پانی ڈالتے ہوئے دماغ کو چڑھ گیا، روزہ جاتا رہا۔ ہاں اگر روزہ ہونا یاد نہ رہا اور بے خیالی میں ایسا ہوا تو روزہ نہ گیا۔

سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا منہ کھلا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا روزہ جاتا

رہا۔ منہ میں رنگین ڈورا رکھا، تھوک رنگین ہوا، اب اس تھوک کو نگل گیا، روزہ جاتا رہا۔ آنسو یا پسینہ منہ میں چلا گیا اور نگل لیا اگر قطرہ اتنا ہے کہ اس کی نمکینی حلق میں محسوس نہیں ہوئی تو روزہ نہ گیا اور اگر اس سے زیادہ ہے تو روزہ جاتا رہا۔

روزہ توڑنے کی سزا یعنی کفارہ: رمضان میں کسی ایسے شخص نے جس پر روزہ فرض ہے رمضان کا روزہ ادا کرنے کی غرض سے روزہ رکھا اور جان بوجھ کر کوئی غذا یا دوائی کھائی، یا پانی پیا کوئی چیز لذت کے لئے چکھی یا کھائی یا کسی کے ساتھ جماع کیا (انزال ہو یا نہیں) یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا تو اس روزہ توڑنے کی سزا یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا کرے اور کفارہ دے یعنی ایک غلام یا باندی کو آزاد کرے یا ساٹھ دن تک لگاتار روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اگر کوئی فعل ایسا کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا یا مسئلہ حقیقتاً صحیح معلوم نہ تھا، یا کسی نے بتایا تو غلط بتایا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا قصداً کھایا پیا تو ان سب صورتوں میں قضا بھی کرے اور کفارہ بھی دے ہاں اگر کسی ایسے مفتی کے فتویٰ دینے سے ایسا کیا ہے جس پر شہر والوں کو بھروسہ ہے اور وہ فتویٰ غلط تھا تو صرف قضا کرے، کفارہ نہیں۔ جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ کی نیت کی ہو اور اگر دن میں نیت کی تو کفارہ لازم نہیں۔ مثلاً مسافر ضحوہ کبریٰ سے پہلے وطن آیا یا مجنوں اس وقت ہوش میں آیا اور روزے کی نیت کر لی اور پھر توڑ دیا تو پھر کفارہ نہیں صرف قضا ہے۔ کفارہ لازم ہونے کے لئے یہ بھی ضرور (ہے) کہ روزہ توڑنے کے بعد شام تک کوئی ایسی بے اختیاری کی ضرورت پیش نہ آئے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہو مثلاً کسی عورت نے روزہ توڑا اور اسی دن میں اسے حیض یا نفاس آ گیا اسی دن ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ توڑنے کی اجازت ہے تو کفارہ معاف لیکن سفر سے یا اپنے آپ کو خود بخود ایسا زخمی کر لینے سے کہ روزہ کے قابل نہ رہے کفارہ معاف نہ ہو گا کیونکہ یہ اختیاری باتیں ہیں۔

عورت مرد کو یا مرد نے عورت کو جماع کے لئے قتل یا ضرب شدید کی صحیح دھمکی دے کہ مجبور کیا روزہ دار بھی سمجھا کہ اگر کہنا نہ مانے تو دھمکی وقوع میں آجائے گی تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ کفارہ واجب ہونے کے لئے پیٹ بھر کر کھالینا ضروری نہیں تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہوجائے گا۔ گھناؤنی چیز اگر کھائی تو قضا ہے، کفارہ نہیں۔ جو چیز جس انداز سے بالعموم عادتاً کھائی جاتی ہے اس کے کھانے پر قضا ہے۔ مثلاً کچی بہی یا پستہ یا اخروٹ مُسلّم یا خشک بادامِ مُسلّم نگل گیا تو روزہ گیا مگر قضا نہیں مگر تر بادام نگلنے میں کفارہ ہے۔

اسی طرح خربوزے یا تربوز کا چھلکا کھایا اگر خشک ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کریں یا کچے چاول، باجرہ، مونگ وغیرہ کھائی تو کفارہ لازم نہیں ہاں اگر بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔ تل یا تل کے برابر بھی کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ لازم۔ کھانے کا نوالہ منہ میں گیا اور صبح کا طلوع کرنا یا روزہ کا ہونا یاد آگیا اگر خبردار اور یاد کے بعد عمداً نگلا تو کفارہ لازم۔

باری سے بخار آتا تھا جب باری کا دن تھا روزہ یہ سمجھ کر توڑ دیا کہ بخار آئے گا تو اس صورت میں کفارہ نہیں اگرچہ بخار نہ آئے، اسی طرح عورت کے حیض آنے کا دن تھا، اسی خیال سے روزہ توڑ دیا تو پھر کفارہ لازم نہیں۔ ایک روزہ توڑا ہے تو ایک اور دو روزے توڑے تو دو کفارے دے لیکن اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہیں تو ایک کفارہ ہی دونوں کے لئے کافی (ہے)۔

وہ صورتیں جن میں صرف قضا کرے کفارہ نہیں: یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی، کھایا پیا یا جماع کیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہوچکی تھی یا روزہ توڑنے پر کسی ظالم کی طرف سے واقعی شرعی (یعنی یہ ڈرولایا گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو قتل کردیا جائے گا یا کوئی عضو کاٹ دیا جائے گا) اکراہ کی حد تک مجبور کیا گیا تو صرف قضا لازم ہے یعنی جب موقع پائے اس روزہ کے بدلے ایک روزہ رکھے۔

کان میں تیل ٹپکانا، یا پیٹ، یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ

گئی، حقنہ لیا ناک سے دوا چڑھائی، پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بغیر نیت کے روزہ رکھا یا سحر کے وقت نیت نہ کی تھی۔ صبح کو زوال سے پہلے نیت کی اور پھر کھالیا۔ روزہ کی نیت کی تھی مگر رمضان کے روزہ کی نیت نہ کی تھی۔ حلق میں اتفاقاً مینہ کی بوند یا اولا گرا، بہت سے آنسو یا پسینہ نگل گیا تو صرف قضا کرے، کفارہ واجب نہیں۔

ایسی چھوٹی بچی سے جو قابل جماع نہ تھی جماع کیا۔ جانور سے وطی کی (یہ بھی سخت حرام ہے) یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھوا، اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو مگر بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو اور ان سب صورتوں میں انزال ہو گیا یا مباشرت فاحشہ کی تو قضا لازم اور گناہ کے کاموں کا گناہ الگ، اس کے لئے سچی توبہ ضروری (ہے)۔

اپنے ہاتھ سے منی نکالی تو روزہ گیا، قضا لازم اور خدا کی لعنت ایسا کرنیوالے پر مزید عذاب۔ یہ کام ویسے بھی سخت لعنت کا مستحق بناتا ہے چہ جائیکہ رمضان میں (حدیث میں آیا ناکح الید ملعون زنا کی سزا تو سنگساری ہے مگر اس کی سزا لعنت باری --- معاذ اللہ)۔ عورت روزہ دار سو رہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی تو روزہ گیا، قضاء لازم اور کرنے والا گنہگار۔

یہ گمان کر کے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے افطار کیا یا دو آدمیوں نے شہادت دی کہ آفتاب غروب ہوا اور دو نے کہا کہ ابھی دن ہے اس نے روزہ افطار کر لیا تو ان سب صورتوں میں صرف قضاء لازم ہو گی، کفارہ نہیں۔

روزہ کو مکروہ بنانے والی باتیں: جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، بیہودہ باتیں کرنا، کسی کو تکلیف دینا ویسے بھی ناجائز و حرام (ہے)، روزہ میں اور زیادہ حرام (ہے) اور ان کی وجہ سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ روزہ میں عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جبکہ انزال کا اندیشہ ہو یا جماع میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو، روزہ میں مباشرت فاحشہ ہو یا ہونٹ یا زبان چوسنا بہر حال مکروہ (ہے)، کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانے میں ایسا مبالغہ کرنا کہ دماغ میں چڑھ جائے

یا حلق میں پہنچ جانے کا خوف ہو، مکروہ ہے۔ پانی کے اندر ریاح خارج کرنا یا استنجا کرنا میں مبالغہ کرنا ایسا کہ اندر تری پہنچ جانے کا اندیشہ ہو (تو) مکروہ ہے۔ منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسندیدہ (ہے) اور روزہ میں مکروہ (ہے)، سحری میں اتنی دیر کہ صبح ہونے کا شک ہو جائے اور افطار میں اتنی جلدی کہ غروب ہونے کا خوف ہو (تو روزہ) مکروہ (ہے)۔ بغیر عذر کے کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ (ہے)۔ چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر ایسا بدمزاج ہو کہ نمک کم یا زیادہ ہوگا تو وہ ناراض ہو کر اسے تکلیف پہنچائے گا اور کوئی دوسرا بے روزہ دار چکھنے کے لئے موجود نہیں یا چھوٹا بچہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے، نہ کوئی بے روزہ دار ہے، جو چبا کر کھلائے تو اس عورت کو چکھنا اور چبانا جائز، اس حد تک مکروہ نہیں کہ اثر حلق تک نہ جائے، سرمہ لگانا، عطر ملنا، گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا اگر زینت کے لئے نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ مسواک کرنا (مگر منجن ملنا مکروہ ہے اس لئے کہ منجن کی دواؤں کا اثر حلق تک جانے کا اندیشہ بلکہ اگر اس کا اثر حلق تک گیا تو روزہ ہی جاتا رہا۔۔ منہ غفرلہ) ویسے بھی سنت ہے روزے میں بھی سنت۔ فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا، اس صورت میں مکروہ ہے کہ ایسے ضعف کا اندیشہ ہے جس کے سبب روزہ توڑ دینا پڑے۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا: بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا تو روزہ نہ گیا مگر کسی کے یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا اور پھر کھایا تو جاتا رہا، صرف قضا کرے۔ کسی روزہ دار کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھے جس سے روزہ ٹوٹتا ہے تو دیکھنے والے پر یاد دلانا واجب، نہ یاد دلائے گا تو گنہگار ہوگا۔ ہاں اگر روزہ دار بہت کمزور ہے اور دیکھنے والے کو یہ یقین ہو کہ اگر نہ کھائے تو کمزوری اس قدر بڑھ جائے گی کہ روزہ نہ رکھ سکے گا مجبوراً توڑے گا اور اگر کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلے گا اور دوسری عبادتیں بھی، تو ایسی حالت میں یاد نہ دلانا بہتر۔

مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹے ہی کا ہو جو چکی پیسنے یا آٹا چھاننے سے اڑتا ہے ہاں اگر قصداً دھواں پہنچا اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ جاتا رہا۔ خواہ وہ

دھواں کسی چیز کا کیوں نہ ہو۔ بھری سینگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا۔ اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ یا اثر حلق میں بلکہ تھوک میں بھی معلوم ہو۔

بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا، عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا غسل کیا اور پانی کی ٹھنڈک اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی بالکل نکال دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھی یا دوا کوٹی اور حلق میں اس کا مزہ محسوس ہو یا کوئی ایسی چیز چوسی کہ تھوک کے ساتھ اس کا کوئی جز حلق میں نہ پہنچا۔ کان میں پانی چلا گیا یا دانت یا منہ میں کوئی خفیف سی بے معلوم چیز خود ہی اندر اتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق میں پہنچا اور نیچے نہ اترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔ روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر مارا اگرچہ اس کی زبان یا پیکان پیٹ کے اندر رہ گی تو بھی روزہ نہیں گیا اور اگر خود اس نے ایسا کیا اور کوئی چیز اندر رہ گئی تو (روزہ) جاتا رہا۔ تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے یا منہ سے رال ٹپکی مگر تار نہ ٹوٹا تھا کہ اسے پی گیا یا بلغم ناک یا منہ سے باہر نکل آیا تھا پھر نگل گیا ان باتوں سے بھی روزہ نہ ٹوٹا مگر ایسی باتوں سے بچنا چاہئے۔

سوتے میں احتلام ہو (تو) روزہ نہ گیا، جنابت کی حالت میں صبح کی (تو) روزہ نہ گیا، جنابت کی حالت میں جنبی (یعنی ناپاک رہا، غسل نہ کیا) ہی رہا تو بھی روزہ نہ جائے گا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل میں دیر کرنا کہ نماز قضا ہو جائے ویسے بھی گناہ ہے اور روزہ میں زیادہ سخت گناہ اور حرام ہے۔ تل یا تل کی برابر کوئی چیز چبائی اور حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا ہاں اگر اس کا مزا حلق میں محسوس ہوتا تو روزہ نہیں رہا۔

افطار: حدیث میں آیا کہ ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے نیز فرمایا میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک ستاروں کا انتظار نہ کرے۔

(ماخوذ از ''احکام رمضان المبارک'' ناشر ادارہ اشاعت وتبلیغ اسلام پشاور ۲۰۰۱ء)

غزل

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

سکونِ قلب و شکیب نظر کی بات کرو
گزر گئی ہے شبِ غم، سحر کی بات کرو

دلوں کا ذکر ہی کیا ہے، ملیں ملیں نہ ملیں
نظر ملاؤ نظر سے، نظر کی بات کرو

شگفتہ ہو نہ سکے گی فضائے ارض و سما
کسی کی جلوہ گہِ بام و در کی بات کرو

حریمِ ناز کی خلوت میں دسترس ہے کسے
نظارہ ہائے سرِ رہ گزر کی بات کرو

بدل نہ جائے کہیں التفاتِ حسن کا رنگ
حلاوتِ نگہِ مختصر کی بات کرو

جہانِ ہوش و خرد کے معاملے ہیں دراز
کسی کے گیسوئے آشفتہ سر کی بات کرو

نگاہِ ناز ہے اک کائنات راز و نیاز
جدھر کرے وہ اشارہ، ادھر کی بات کرو

سرورِ زیست ہوا جس کے دم قدم سے نصیب
اسی ندیم، اسی ہمسفر کی بات کرو

وہ جس سے تلخیِ زہرابِ غم گوارا ہے
اسی تبسمِ شیریں اثر کی بات کرو

السلام علیکم

اسلام دین فطرت ہے۔جس کا مقصد ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر' کے راستے پر خود چلنا اور دوسروں کو اس راستے پر چلنے کی دعوت دینا ہے اور دعوت شروع کرنے سے پہلے چند کلمات ادا کرنے کے لئے اسلام نے ہمیں ایک سلامتی وعافیت کی جامع ترین دعا سکھائی ہے یعنی بات شروع کرنے سے پہلے اپنے دوسرے بھائی کے لئے خدا کی طرف سے ہر قسم کی سلامتی وعافیت چاہنا۔سلامتی کی یہ دعا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' ہے۔یہ تین نیکیاں حاصل کرنے کے ساتھ آپس میں باہمی الفت ومحبت بڑھانے اور استوار کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے (مسلم)۔ایک اور جگہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے'' (ابوداؤد)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجتے ہوئے یہ حکم دیا کہ جاؤ اور ان بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کرو اور وہ سلام کے جواب میں جو دعا دیں اس کو غور سے سننا (اور محفوظ رکھنا) اس لئے کہ یہی تمہاری اولاد کی دعا ہوگی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کے پاس پہنچے اور کہا ''السلام علیکم'' فرشتوں نے جواب میں کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' یعنی رحمۃ اللہ کا اضافہ کر کے جواب دیا۔ (بخاری ومسلم)

سردار انبیاء ﷺ کا ارشاد ہے ''میں تمہیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں جس کو اختیار کرنے سے تمہارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی۔ آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو''۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے تاکید فرمائی کہ 'پیارے بیٹے!

جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو، یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت کی بات ہے (ترمذی)۔ حضرت طفیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اکثر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے ہمراہ بازار جایا کرتا پس جب ہم دونوں بازار جاتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس کے پاس سے بھی گزرتے تو اس کو سلام کرتے چاہے وہ کباڑیہ ہوتا، چاہے کوئی دکاندار، چاہے کوئی غریب و مسکین ہوتا۔ غرض کوئی بھی ہوتا آپ اس کو سلام ضرور کرتے۔ ایک دن آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے کہا چلو بازار چلیں۔ میں نے کہا حضرت بازار جا کے کیا کیجئے گا آپ نہ تو کسی سودے کی خریداری کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، نہ مول بھاؤ کرتے ہیں، نہ بازار کی محفلوں میں بیٹھتے ہیں، آئیں یہیں بیٹھ کر کچھ بات چیت کر لیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے ابوبطن! ہم تو صرف سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ ہمیں جو ملے ہم اسے سلام کریں۔ (مؤطا امام مالک)

سرور کون و مکاں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مؤمن نہیں بنتے اور تم مؤمن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتاؤں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، آپس میں سلام کو پھیلاؤ" (مشکوۃ)۔ قران مجید فرقان حمید میں ہے کہ فرشتے جب مؤمنوں کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو آ کر سلام کرتے ہیں۔

ترجمہ (سورۃ النحل ۳۱-۳۲) ایسی ہی جزا دیتا ہے خدا متقی لوگوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں "السلام علیکم" جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال (صالحہ) کے صلہ میں۔ کتاب و سنت کی ان واضح ہدایات اور شہادتوں کو اپنا کر ہم دنیا میں عزت اور آخرت میں بلند مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "سواری پر چلنے والے پیدل چلنے والوں کو پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کرنے میں پہل کریں"۔

سلام کرنے سے آپس میں پیار و محبت کی فضا قائم ہوتی ہے اور سب سے بڑی بات رب کائنات ہر دکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب دو مومن ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے سوکھے پتے"

(طبرانی)

خوشحالی: حضرت سہل بن سعد سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے فقر اور تنگدستی کی شکایت کی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر میں موجود افراد کو سلام کہو۔ اگر کوئی موجود نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو اور پھر ایک مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھو"۔ اس آدمی نے حسب ہدایت عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس عمل کی برکت سے وافر رزق عطا فرمایا۔

(ماخوذ بتصرف)

بعض مسائل: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے"۔

اوّل آخر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب کسی مجلس تک کوئی پہنچے تو سلام کرے پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے پھر جب وہاں سے اٹھے سلام کرے کیونکہ پہلی مرتبہ کا سلام پچھلی مرتبہ کے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے" یعنی جیسے وہ سنت ہے یہ بھی سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ نہ کرو۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے" سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے رفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (درمختار ردالمحتار)

کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف "علیکم" کہے۔

اگر ایسی جگہ گزرتا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے السلام علی من اتبع الھدیٰ کہے (عالمگیری)۔ جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی لئے فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ "ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں" (عالمگیری)

سلام پہنچانا: کسی سے کہہ دیا کہ "فلاں کو میرا سلام کہہ دینا" اس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچا دیا تو جواب یوں دیا جائے کہ "پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے" یعنی یہ کہے کہ "وعلیک وعلیہ السلام" (عالمگیری)۔ یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس کا التزام کر لیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ "ہاں تمہارا سلام کہہ دوں گا" کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس امانت ہے جو اس کا حقدار ہے اس کو دینا ہوگا۔ (ردالمحتار)

خط کا جواب: خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ زبان سے جواب دے دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے (درمختار، ردالمحتار) مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ دینا جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔

اعلیٰحضرت جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السلام علیکم لکھا ہوتا اس کا جواب زبان سے دے کر پھر بعد کا مضمون پڑھتے (بہار شریعت)۔

(بشکریہ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ)

استفتاء

(غائبانہ نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت)

مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزوی

خطیب جامع مسجد حاجی آباد شگر پورہ روڈ پشاور

علماء دین ومفتیان شرع متین کی خدمت میں استدعا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی جبکہ بعض لوگ اس کے خلاف ہیں جو کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مہربانی فرما کر اس مسئلہ کے بارے میں شرعی حکم سے وضاحت کے ساتھ آگاہ فرما کر مشکور فرماویں۔ بینوا و توجروا

المستفتی: حاجی سبحان گل سکنہ حاجی آباد شگر پورہ روڈ نز شاہ عالم پل پشاور

الجواب

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم

معلوم ہونا چاہئے کہ مذہب حنفی میں غائبانہ نمازِ جنازہ جائز نہیں اور اس کے عدم جواز پر حنفیہ کا اجماع ہے کیونکہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مردہ نمازی کے سامنے ہو۔

(فتح القدیر، صفحہ ۸۱ جلد ۲، درمختار صفحہ ۱۲۱)

اسی طرح ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے شروط میں سے یہ بھی ہے کہ میت نمازی کے سامنے حاضر ہو، پس غائب پر نماز جنازہ صحیح نہیں اور نہ اس مردہ پر جو کسی سواری کے اوپر ہو اور نہ وہ مردہ جو نمازی کے پیچھے ہو۔ (عالمگیری صفحہ ۱۲۱)

الغرض حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی صحابی نے غائب مردہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی ہے

اور یہی مذہب حنفی ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ صرف تین واقعات میں مذکور ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

۱: واقعہ نجاشی　　۲: واقعہ معاویہ بن معاویہ لیثی مزنی　　۳: واقعہ شہداء موتہ

لیکن ان واقعات ثلاثہ کا احناف یہ تصفیہ کرتے ہیں

۱: واقعہ نجاشی کے بارے میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے حاضر تھا اسی طرح صحیح ابن حبان اور صحیح ابن عوانہ میں مذکور ہے

"یا نجاشی کا جنازہ دار کفر میں تھا وہاں ان پر نماز جنازہ نہ ہوئی تھی حضور ﷺ نے اس لئے پڑھی اسی بناء پر ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کے لئے باب وضع کیا ہے (الصلوۃ علی المیت یلیہ اھل الشرک ۔الخ)

اسی طرح "البدایہ والنہایہ" صفحہ ۷۸ جلد ۳ پر مذکور ہے

۲: معاویہ بن معاویہ لیثی مزنی والی حدیث آئمہ حدیث عقیلی ابن حبان، بیہقی، نووی اور امام ذہبی وغیرہم کے نزدیک سخت ضعیف ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جنہیں کوئی شخص معاویہ بن معاویہ نام کا معلوم نہیں۔ "الاصابہ" میں اسی طرح منقول ہے ابن حبان سے کہ مجھے اس نام کا صحابہ میں کوئی بھی یاد نہیں۔

۳: واقعہ موتہ کو واقدی نے "مغازی" میں عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اول تو خود واقدی کو محدثین نہیں مانتے، ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع ذکر کی ہے۔ دوم یہ کہ اس واقعہ میں صاف تصریح ہے کہ تمام حجابات اور پردے اٹھائے گئے تھے اور معرکہ جنگ حضور ﷺ کے پیش نظر تھا۔ بہر حال ان تین واقعات سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ جنازہ حضور ﷺ کے خصوصیات میں سے ہے عام حکم نہیں۔ ہاں اگر کوئی مسلمان دار کفر میں فوت ہو جائے اور اس پر نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو یہاں دوسرے مسلمان اس کا جنازہ کر سکتے ہیں لیکن غائبانہ نماز جنازہ کا عام حکم اس سے ثابت نہیں اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے یہ تنفل بصلوۃ الجنازۃ صحیح اور جائز نہیں (عالمگیری صفحہ ۱۷۱ جلد ۱)

اسی طرح "تجہیز الجنازہ" میں ہے

و وضعه امام المصلی فلا یجوز علیٰ غائب (صفحه ۵۲)

یعنی مردہ کا نمازیوں کے آگے ہونا لازم ہے پس غائب مردہ کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

"قدوری" میں فاذا فرغوا منه صلوا علیه کے حاشیہ نمبر ۳ پر ہے "جب مردہ کی تلفین مکمل ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھیں"۔ (قدوری صفحہ ۷۹)

قوله صلوا علیه الیٰ آخره و اما شرطها فستة اسلام المیت — و طهارته و حضوره الیٰ آخره (القدوری، حاشیه نمبر ۳ صفحه ۷۹)

ترجمہ یعنی نماز جنازہ کی چھ شرطیں ہیں

۱: مردہ کا مسلمان ہونا

۲: مردہ کا باطہارت ہونا، جب تک اس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو

۳: مردہ کا امام کے سامنے حاضر ہونا ۴: یہ کہ مردہ زمین پر ہو

۵: یہ کہ مردہ یا اس کا اکثر حصہ امام کے سامنے ہو اور

۶: یہ کہ قبلہ کی طرف ہو۔

آگے فرماتے ہیں فلا تصح علی غائب — الخ پس غائب کی نماز جنازہ صحیح نہیں ہے اور وہ جو حضور ﷺ نے نجاشی کی نماز غائبانہ پڑھی تھی یہ ان کی خصوصیت تھی — انتہیٰ۔

"نور الایضاح" میں ہے

الصلوٰة علیه فرض کفایة — وارکانها التکبیرات والقیام و شرائطها ستة. ۱: اسلام المیت ۲: و طهارته ۳: و تقدمه ۴: وحضوره، ۵: و کون المصلی علیها غیر راکب بلا عذر ۶: و کون المیت علی الارض — الخ (نور الایضاح صفحه ۱۲۷)

ترجمہ: میت پر نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اس کے ارکان تکبیریں ہیں اور قیام اور نمازِ جنازہ کی شرطیں چھ ہیں۔ میت کا مسلمان ہونا، میت کا پاک ہونا، میت کا آگے ہونا، میت کا یا اس کے بدن کے زائد حصہ کا یا بدن میت کا نصف حصے کا جو سر کے ساتھ کا ہو، حاضر ہونا (سامنے ہونا)، میت پر نماز پڑھنے

والے کا بلا کسی عذر کے سوار نہ ہونا، اگر کسی عذر کے باعث سوار ہو تو مضائقہ نہیں اور میت کا زمین پر ہونا۔

چنانچہ اگر میت سواری پر یا لوگوں کے ہاتھوں پر ہو تو مختار قول کے بموجب نماز جائز نہیں ہو گی۔ ہاں مگر کسی عذر کے باعث --- انتہی (نور الاصباح شرح نور الایضاح صفحہ ۱۴۷)

''طحاوی علی مراقی الفلاح'' میں ہے

قوله والصلوٰة على النجاشي كانت بمشهده كرامه له ومعجزة للنبي ﷺ

(حاشيه الطحاوى صفحه ۲۸۰)

اس کی شرح میں فرماتے ہیں

اى بمشهد النبى ﷺ اى بمكان رآه و شاهده فيه ﷺ فرفع له سريره حتى رآه بحضرته الىٰ آخره (حاشيه الطحاوى على مراقى الفلاح)

ترجمہ: حضور ﷺ نے جب نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تھی تو نجاشی کا جنازہ ان کے لئے اٹھایا گیا تھا اور حضور ﷺ اس کو دیکھ رہے تھے اور یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔

نوٹ: ان تمام حوالوں سے ثابت ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ کا حکم شریعت میں عام نہیں ورنہ غزوات میں بہت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوتے تھے اور یہ بالکل ثابت نہیں کہ کسی صحابی نے ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا ہو اور حضور ﷺ نے جو غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے یہ ان کی خصوصیت اور معجزہ تھا۔ فافہم۔

''بہار شریعت'' میں ہے'' جنازہ کا موجود ہونا ضروری ہے یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز جنازہ نہیں ہو سکتی۔ (بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۱۱۹)

''فتاویٰ نعیمیہ --- العطایا الاحمدیہ'' میں سوال نمبر ۳۰ کے جواب میں تحریر ہے

''قانون شریعت کے مطابق فقہ ائمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام حنبل، امام شافعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق دو قول ہیں: ایک قول امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور ان کے شاگرد فقیہہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا۔ ان دونوں اماموں کے نزدیک مطلقاً غائبانہ نماز جنازہ نا جائز ہے۔ دوسرا قول امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور ان کے استاد فقیہہ امام شافعی رضی اللہ عنہ جو امام مالک

کے فقہ میں شاگرد ہیں ان دونوں اماموں کے نزدیک صرف اس شخص کا نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے جس کا نماز جنازہ کسی نے نہ پڑھا ہو اور یقین سے پتہ لگ جائے کہ فلاں مسلمان بغیر جنازہ کی نماز کے دفن کر دیا گیا یا جس کو دریا کی مچھلیاں یا جنگل کا شیر وغیرہ کھا گیا اور اس کا بقیہ ڈھانچہ بھی نہ مل سکا یا دریا میں ڈوب کر لا پتہ ہو گیا یا مشرکوں کے علاقے میں مر گیا یا میدان جنگ میں لاش ڈھونڈی نہ جا سکی ۔ امام احمد اور امام شافعی رضوان اللہ عنہم کے نزدیک صرف ان ہی صورتوں میں نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے یعنی جب حاضر میت کا جنازہ نہ پڑھا گیا ہو تب غائبانہ جنازہ جائز ہے۔

(العطایا الاحمدیہ فتاویٰ نعیمیہ جلد ا صفحہ ۲۰۸)

نوٹ اس فتاویٰ میں نماز جنازہ غائبانہ پر اٹھارہ صفحات پر مشتمل نہایت مدلل مفصل بحث مذکور ہے خواہش مند حضرات خود وہاں ملاحظہ فرماویں:

صاحب فتاویٰ مذکورہ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں

میری اس تنقیدانہ تحریر اور محققانہ گرفت سے ہر ذی علم پر بخوبی واضح ہو گیا کہ اسلام میں غائبانہ نماز جنازہ کسی حال میں بھی ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے"---الی آخرہ (فتاویٰ نعیمیہ جلد ا صفحہ ۲۲۳)

آخر میں ہم اپنے استاد مکرم حضرت العلامہ شیخ الحدیث حضرت مولانا مولوی نصیر الدین نور اللہ قبرہ الغور غشتوی کی وہ توضیح و تشریح تحریر کرتے ہیں جو حضرت موصوف نے بخاری و مسلم کی اس حدیث شریف جو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پر لکھی ہے:

وعنہ (ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیہ و خرج بھم الی المصلی فصف بھم و کبر اربع تکبیرات - متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴۴)

ترجمہ: روایت ہے انہی (ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن انہوں نے وفات پائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے اور ان کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ (مسلم اور بخاری نے اس حدیث شریف کو روایت کیا)

اس حدیث شریف کی شرح میں "مرآۃ المناجیح" نے بحوالہ "مرقات شرح مشکوٰۃ" شریف لکھا

ہے کہ نجاشی بادشاہِ حبشہ کا لقب تھا، ان کا نام اصحمہ تھا، یہ پہلے عیسائی تھے بعد میں مسلمان ہوئے اور حبشہ میں مہاجر صحابہ کو امان بھی دی ان کی خدمتیں بھی کیں، ان کا انتقال رجب ۹ ہجری میں ہوا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہ دور و نزدیک، غائب و حاضر سب کو دیکھ لیتی ہے کہ حبشہ اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ کا راستہ ہے۔ (مرآۃ المناجیح جلد ۲ صفحہ ۴۶۸، بحوالہ مرقات)

توضیح وتشریح حضرت العلامہ شیخ الحدیث غور غشتوی نور اللہ مرقدہ

(قولہ فصف بھم) حاشیہ نمبر ۶ میں فرماتے ہیں

"فیہ الصلوۃ علی الغائب و ھو قول الشافعی رحمہ اللہ واحمد رحمہ اللہ و عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ و مالک رحمہ اللہ لا یصلی علی الغائب و لھذا کان النبی ﷺ یصلی علی المیت و ھو موضوع بین یدیہ و ھکذا کان الصحابۃ یفعلون و لھذا توفی کثیرٌ من المسلمین الغائبین عنہ علیہ الصلوۃ والسلام و لم یصل علیھم النبی ﷺ مع حرصہ بالجنازۃ والصلوٰۃ علیھا (مشکوۃ شریف باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیھا صفحہ ۱۴۳ حاشیہ ۶)

ترجمہ: اس حدیث شریف میں ہے غائب پر جنازہ پڑھنا اور اس کے قائل ہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک غائب کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں اور اسی لئے جب حضور ﷺ کسی میت کی نماز جنازہ ادا فرماتے تو مردہ ان کے سامنے حاضر رکھا ہوا ہوتا اور اسی طرح معمول تھا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کہ جب کسی مردہ کی نماز جنازہ پڑھتے تو مردہ ان کے سامنے حاضر ہوا کرتا۔ (اور مردہ کا حضور لازم ہونے کی وجہ سے) بہت سے ایسے مواقع پیش آئے کہ اکثر مؤمنین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور ﷺ سے غائبانہ غزوات میں شہید ہو جایا کرتے مگر حضور ﷺ ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ نہ پڑھتے تھے بمعہ اس کے کہ حضور ﷺ کو نماز کی بہت رغبت تھی باوجود اس کے حضور ﷺ اپنے سینکڑوں ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جو کفار کے ساتھ لڑائی میں شہید ہوتے غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ فرماتے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین سے فرمایا اگر تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع کیا کرو تا کہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھوں کیونکہ میری نماز پڑھنا اس مردہ کے لئے رحمت ہے۔شارح حدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتی تو مشرق و مغرب کے مسلمان خلفاء اربعہ اور دوسرے صحابہ کبار کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھتے مگر ایسی کوئی بھی روایت کہیں بھی منقول نہیں اور تمام صحابہ کرام و جملہ سلف صالحین من بعد ہم کا معمول یہی رہا ہے کہ وہ کسی بھی میت کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر اکثر علماء حضرات متفق ہیں۔

اور وہ جو حضور ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی تو نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے لئے اٹھایا گیا تھا اور حضور ﷺ اس کا مشاہدہ فرماتے تھے گویا کہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے ہی تھا اور یہ اس پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو واقدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کو نظر آتا تھا کیونکہ درمیانی حجابات کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا دیا تھا

اور روایت کی ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ نجاشی کا جنازہ پڑھنے کے لئے حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان کے پیچھے صفیں باندھیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین گمان نہ کرتے تھے مگر یہی کہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے موجود ہے اور اسی طرح ابی عوانہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے عمران رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ) نے حضور ﷺ کے پیچھے اقتداء کی اور ہم یہی دیکھتے تھے کہ نجاشی کا جنازہ ہمارے سامنے ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ نجاشی کی خصوصیت تھی کیونکہ علاوہ ان کے حضور ﷺ نے کسی کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی۔انتہی۔کلام العلامۃ شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی)

توضیح: ان تمام منقولہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے جو پڑھتے ہیں وہ مذہب حنفی سے خارج ہیں۔میں نے بخوف طوالت اختصار سے کام لیا جو عقلمند کے لئے کافی ہے۔زیادہ تفصیل کے خواہشمند کو چاہئے کہ وہ "العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ" جلد اول صفحہ ۲۰۸ کو ملاحظہ کریں۔

و القول کفانا ما قالہ العلامۃ الفہامۃ شیخ الحدیث غورغشتوی نور اللہ مرقدہ

تبصرۂ کتب

(نوٹ: تبصرے کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں)

''تسبیح کی شرعی حیثیت''

علاء الدین عدیم

خوبصورت سہ رنگے سرورق کے ساتھ ۳۲ صفحات پر مشتمل رسالہ ''تسبیح کی شرعی حیثیت'' اس وقت پیشِ نظر ہے جسے سید محمد انور شاہ قادری نے مرتب کیا اور شاہ محمد غوث اکیڈیمی یکہ توت پشاور نے ماہ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں اسے شائع کیا۔ فاضل مؤلف نے ایک اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور شروع سے آخر تک قرآنی آیات اور احادیث کے حوالہ سے مرجبہ تسبیح کے استعمال کے جواز کو ثابت کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے معتبر و مستند کتب کے حوالہ جات اور اقتباسات تو پیش کئے ہی ہیں مگر اس مختصر سے رسالہ کے ثقہ ہونے اور اس کے علمی وزن میں بیش بہا اضافہ اس سے بھی ہوا ہے کہ اس کا پیش لفظ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے خود اپنے دستِ مبارک سے رقم فرمایا ہے۔ اپنی اس تحریر میں موضوع کی اہمیت سے متعلق رقمطراز ہیں

''بد قسمتی سے آج کل ملت اسلامیہ اسی طرح کے فتوؤں کی زد میں ہے کہ نیکی اور بھلائی کے افعال کثیرہ پر حرام اور بدعت کے لیبل لگا کر ان کی بڑے پیمانہ پر تشہیر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان سے روکا جا رہا ہے۔ حالانکہ سلف صالحین اور مشائخ و علماء مسترشدین ہر دور میں ان پر کاربند رہے۔ ایسا ہی ایک مسئلہ حال ہی میں تسبیح کے متعلق چھیڑتے ہوئے اس کے بارے میں بھی بدگمانیاں پھیلائی جا رہی ہیں جن کا ازالہ وقت کی اشد ضرورت ہے''۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آج کے دور میں مرجبہ تسبیح کا معاملہ قدرے عجیب بھی ہے۔ جس طرح کچھ اسلامی احکام مثلاً حج، نماز، روزہ وغیرہ کی ادائیگی میں ریا کا شائبہ بھی شامل ہو سکتا ہے۔ جس کی نوعیت یقیناً شرک خفی تک بھی پہنچتی ہے۔ اسی طرح بے موقع و بے محل اور ضروری آداب کا خیال رکھے بغیر

ہمہ وقت تسبیح بدست رہنے کا ایک پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ دیکھنے والے اس شخصیت کے بارے میں تقویٰ اور خدا خوفی کا حسن ظن قائم کریں۔ الا ماشاء اللہ بعض اسلامی ملکوں میں تو تسبیح ہاتھ میں رکھنے کو بطور ایک زیور اور معروف و مرغوب رواج کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے جس کی ایک بوالعجبی کی صورت یہ بنتی ہے کہ باتیں تو دنیوی معاملات کو نمٹانے کی ہو رہی ہیں مگر اسی وقت تسبیح کے دانے بھی ایک ایک کر کے بڑھائے جا رہے ہیں اسی کی ایک معکوس صورت غالباً فارسی کے اس مصرعہ میں سموئی گئی ہے

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

تاہم دورِ جدید کہ ان پہلوؤں سے قطع نظر یہ امر مسلم الثبوت کا درجہ رکھتا ہے کہ مروجہ تسبیح کا ایک درجہ و مقام ہے اور اس کی روایت ابتدائے اسلام سے ملتی ہے کہ دھاگے یا تار میں پروئے ہوئے پتھر یا لکڑی کے دانوں کی بجائے کھجور کی گٹھلیوں، ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں یا سوتی دھاگہ پر دی ہوئی گانٹھوں کو ذکر اللہ کے شمار کے طور پر استعمال میں لایا جاتا رہا تھا۔ جہاں تک تسبیح پر ذکر الٰہی کرنے کا تعلق ہے تو کچھ اہل اللہ نے اپنی خاص کیفیت میں یہاں تک کہا ہے کہ جو ذاتِ احد غیر محدود و بے تعین ہے اس کی یاد میں شمار کا حساب کیا معنی، ذکر کثیر کا تقاضا تو ہے یہ "جو دم غافل، سو دم کافر"۔

اسی طرح ایسی ہستیاں اپنے تارِ نفس یعنی سانس کی آمد و شد کو ہی تسبیح یا مالا بنائے رکھتے ہیں۔ مگر خیر یہ خواص کی بات ہے جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے تو رسالۂ زیرِ نظر کے فاضل مؤلف سید محمد انور شاہ قادری نے تمام بحث کو سمیٹتے ہوئے بجا طور پر ان الفاظ میں اپنی تحریر کو ختم کیا ہے کہ

"تسبیح کی خوبی یہ ہے کہ انسان کو ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں ہونے دیتی اور شیطان کے حملوں سے اپنا دفاع کرنے بلکہ اس پر جوابی حملہ کرنے کے لئے اسلحہ کا کام دیتی ہے۔ لہٰذا عقل سلیم کا تقاضا یہی ہے کہ تسبیح کو اپنا معمول بنایا جائے اور یادِ الٰہی سے غافل لوگوں کی جھوٹی اور لایعنی باتوں پر ہرگز توجہ نہ کی جائے"۔

رسالہ پر کوئی ہدیہ درج نہیں ہے، طباعت و کتابت معیاری پروف کی غلطیوں سے پاک، یہ رسالہ مکتبہ الحسن شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور سے مل سکتا ہے۔